بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر

صاحبزادہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

M. A. Rawoof M.A., DLSC

Jt. Director Tribal Welfare Department,

Spl. Officer Panchayat Raj & Rural Development,

103/3RT, Vijayanagar Colony, Hyderabad - 57

☎ 3342778

تفصیلات کتاب

نام کتاب ...... معراج النبی ﷺ

تالیف ...... حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی مدظلہ

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر حیدرآباد

صفحات ۲۸

سنہ اشاعت ...... رجب ۱۴۲۴ھ ستمبر ۲۰۰۳ء

تعداد ...... ایک ہزار

کتابت ...... شکیل کمپوزنگ سنٹر ،فون: 56522921

متصل مسجد رضیہ، روبرو فائر اسٹیشن، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد۔ ۳۶

طباعت ...... عائش آفسیٹ پرنٹرس

متصل مسجد رضیہ روبرو فائر اسٹیشن جدید ملک پیٹ، حیدرآباد۔ ۳۶

فون: 31110835

قیمت ...... دس روپے -/10 روپے

بہ اہتمام وتعاون

محترم جناب مجید اللہ محمد صاحب

حال مقیم جدہ

برائے ایصالِ ثواب: الحاج ابوالمعارف اسداللہ محمد مرحوم

پیش لفظ

یہ میرے لئے بڑی مسرت اور خوشی کا موقع ہے کہ معراج نبویؐ کی تفصیلات پیش کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ بیانات یا تحریرات میں جو کچھ پیش کیا جارہا ہے وہ خصوصاً چند کتابوں سے مستفاد ہے۔ ان میں خصوصیت سے حکیم الامتؒ کی نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیبؐ، محدث دکن عبداللہ شاہؒ کی کتاب معراج نامہ، اور سیرۃ النبیؐ نیز مختلف اہل قلم اور خطباء کے خطبات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

معراج مصطفویؐ حضور اکرمؐ کا وہ زندۂ جاوید معجزہ ہے جس پر قرآن و حدیث شاہد ہیں، اور تفصیلات پر علماء امت کا اجماع ہے۔ اس عظیم معجزہ سے آقاؐ کی شان بھی نمایاں ہے اور شروع سے آخر تک دروس و اسباق کا غیر معمولی ذخیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم الشان معجزہ پر یقین کامل اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد کمال الرحمٰن قاسمی
خطیب مسجد عالمگیری، شانتی نگر، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (پ۱۵، ع۱)

ترجمہ مع مفہوم

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شب کے وقت مسجد حرام سے (بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک جس کے گرداگرد (ملک شام) ہم نے دینی و دنیوی برکتیں رکھی ہیں۔

دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں، دنیوی برکت یہ ہے کہ وہاں درختوں، نہروں، اور پیداوار کی کثرت ہے۔ تاکہ ہم اُن کو یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلائیں جن میں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں، مثلاً بڑی مسافت تھوڑے سے وقت میں طئے کرنا، انبیاء کو دیکھنا، ان کی باتیں سننا، ان سے ملاقات وغیرہ، اور بعض اس سے آگے سے متعلق ہیں جیسے آسمانوں پر جانا، عجائبات دیکھنا وغیرہ، بیشک اللہ تعالیٰ سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں۔

ذاتِ پاک کی تفصیل

خدا کی ذات ہر قسم کے نقصان سے پاک ہے، اللہ ضد اور ند سے پاک ہے، عرض و جوہر سے پاک ہے، حلول و اتحاد سے پاک ہے، زبان و مکان سے پاک ہے، عاجز و کمزور ہونے سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ صفات نقصانیہ سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ عدم اور زوال سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ جامع جمیع صفات کمال ہے۔

معراج کا واقعہ پندرھویں پارے کی پہلی آیت میں ذکر کیا گیا ہے اور لفظ سبحان سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ لوگوں میں جو انکار یا شبہات پائے جاتے ہیں اس کا ازالہ کیا گیا ہے اور شبہات کو ختم کیا گیا ہے کہ جب وہ قدرت والا خدا ہے تو معراج کے واقعہ میں تسلیم کرنے میں شبہ کیوں ہے؟

قوت اور اس کے درجات

- مٹی کی قوت سے پانی کی قوت بڑھ کر ہے، پانی کی قوت سے ہوا کی قوت زیادہ ہے۔ ہوا کی قوت سے آگ کی قوت زیادہ ہے، آگ کی قوت سے جنات کی قوت زیادہ ہے، جنات کی قوت سے زیادہ فرشتوں کی قوت ہے، اسلئے وہ اَجِنہ سے زیادہ قوی اور بڑے کام کرتے ہیں، اور فرشتوں سے زیادہ لطافت روح میں ہے، اسلئے روح انسانی فرشتوں سے زیادہ قوی کام کرسکتی ہے، مگر روح جسم کی کثافتوں میں دب کر کچھ نہیں کرسکتی، جب ریاضت و مجاہدات کے ذریعہ جسمانی کثافتیں چھٹ جاتی ہیں اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں تو اس پر حق کے انوار ایسے چمکتے ہیں جیسے آئینہ میں سورج، روح کا بھی یہی حال ہوتا ہے جب روح انسانی کی یہ قوت ہوتی ہے تو تمام روحیں جس روح سے بنی ہوں اور اس روح کا تعلق اللہ سے ہو تو اس روح کی روحانی قوتوں کا کیا ٹھکانہ؟...... اور وہ روح اور جسم اگر تھوڑی دیر میں بڑی مسافت طئے کر آئے اور بحکم الٰہی آسمانوں اور عالم بالا کی سیر کر آئے تو تعجب کیوں؟

توجہ خاص

معزز مہمان کی عظمت ظاہر کرنے کیلئے دنیوی یہ قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کی سواری نکلتی ہے تو سڑک پر دوسروں کا چلنا بند کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت سرور کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر کرتے ہوئے اگر ارض وسماء، شمس وقمر اور فلکی وزمانی نظام کو حرکت کو اگر اللہ تعالیٰ کچھ دیر کیلئے رکنے کا حکم دیں تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ تھوڑے سے وقت میں ایک بہت بڑا اور عظیم واقعہ رونما ہوا۔

آپؐ کا جسم اطہر لطیف تر

نظر، خیال اور روح لطیف چیزیں ہیں اور اتنی لطیف کہ اس کی سیر کو روک نہیں۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک تو ہمارے خیال اور ہماری ارواح سے بھی زیادہ لطیف تر اور کہیں زیادہ پاکیزہ ہے۔ جب تھوڑی دیر میں ہمارے خیال اور ہماری روح آناً فاناً خیالی اور روحانی سیر کر سکتی ہے تو حضورؐ کے واقعہ معراج کے ہونے میں شبہ کی کیا گنجائش ہے؟ اور مختصر وقت میں جا کر آئیں تو تعجب کیا؟

مشاہداتی چیز!

باز کے پاؤں پر کچی لکڑی باندھیں تو لکڑی اپنے بوجھ کی وجہ سے باز کو اڑنے سے روک سکتی ہے باز اُڑنہیں سکتا۔ اگر وہ لکڑی خشک ہو جائے تو ہلکی ہو جاتی ہے اور باز کو اڑنے سے نہیں روک سکتی، حضور شہبازؐ نے ،انا من نور اللہ، کے آشیانے سے اتر کر اِس عالم میں نزول فرمایا، انما انا بشر مثلکم کی لکڑی آپؐ کے پیر میں اسلیئے باندھی تا کہ اس بوجھ کی وجہ امت میں رہ سکیں۔ جب عشق الٰہی کی آگ سے بشریت کا بوجط ہلکا ہو گیا تو جسم و روح اور قلب و قالب کے ساتھ عروج فرمایا۔

عمومی تجربہ اور خصوصی انطباق

انڈے میں سوراخ کر کے زردی وغیرہ نکال لی جائے ، اس میں شبنم بھر دیں اور موم سے سوراخ بند کر دیں اور دھوپ میں رکھئے ، وہ سورج کی گرمی سے انڈا اُوپر اُڑتا ہے۔

اسی طرح جب الم نشرح کی سوزن کے ذریعہ سینہ مُبارکؐ سے بشریت کے اخلاط باہر کر دئے گئے اور عشق و محبت کی شبنم بھر دی گئی اور تجلیات الٰہی کے آفتاب سے حرارت پہونچی تو حضورؐ عالم بالا کی طرف چلے۔

آگ کے کرہ سے گذر کیونکر؟

توجیہہ اول: پٹرومکس کا وہ جالی دار سوتی کپڑا جس کا نام 'مینٹل' ہے، جس پر ولایتی گھاس کا روغن ہوتا ہے، پٹرومکس کی تیز آگ میں قائم کردہ آگ کی روشنی کو زیادہ ترقی بخشتا ہے اور روشنی کو صاف وشفاف کرتا ہے۔ کیا یہ ناممکن ہے کہ جسم اطہرؐ کے پسینے میں یہ اثر ہو کہ آپ کو جلنے سے باز رکھے۔

توجیہہ دوم: آگ کے دو خاصے ہیں۔ ایک جلانا، دوسرے روشن کرنا۔ ممکن ہے ایک خاصہ ہٹالیا گیا ہو جیسے آتش بازی والی بعض پھلجھڑیاں ہوتی ہیں، روشن رہتی ہیں لیکن جلاتی نہیں۔ یا نئی ایجادات میں ایسا لباس جس کو پہن لینے کے بعد بندوق کی گولی اثر نہیں کرتی، جب مخلوق ایسے کمالات اور آگ سے جلانے کی صفت نکال سکتی ہے تو کیا خالق ایسا نہیں کرسکتا۔

خلاء میں گذر کس طرح؟

مثال ﴿۱﴾: بچہ کئی ماہ تک ماں کے پیٹ میں زندہ رہتا ہے اور سانس نہیں لیتا، بچہ کی زندگی کئی ماہ تک بے سانس لئے گذرتی ہے تو اگر خدا نے حضورؐ کو ایک رات ہوا کے کرہ سے اوپر لے جاکر بلا سانس زندہ رکھا تو کیا مشکل ہے؟

مثال ﴿۲﴾: جب غوطہ خور صدف کی تلاش میں چند گھنٹے سانس نہ لے اور زندہ رہے، اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گوہر معرفت کی تلاش میں چند گھنٹے سانس نہ لیں اور حضورؐ زندہ رہیں تو کیا محال لازم آیا؟

ایک لفظ سے سارے شبہات ختم

لفظ اسریٰ سے بھی تمام شبہات دور ہو گئے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ خود لے گیا، جو لوگ اس عجیب واقعہ کا انکار کرتے ہیں یا روحانیت سے دور رہنے والے شبہات پیش کرتے ہیں تو یہ شبہات دراصل قدرت خداوندی پر اعتراض ہے۔

صاحب ایمان شخص اس واقعہ کو تسلیم کرتا ہے اور قدرت الٰہیہ پر اور معجزۂ نبویہؐ پر یقین رکھتا ہے۔

بعبدہٖ کہنے کا اہم نکتہ

حضورؐ کے اس عظیم و عجیب واقعہ کی بناء۔ حضورؐ کو آسمانوں بلکہ عرش اور عالم بالا میں جانے کے سبب خدا یا ابن خدا نہ کہہ دیں۔ اس لئے پہلے ہی سے بعبدہٖ لا کر امت کے افراد کے عقیدے کی اصلاح کرادی گئی، گویا اس بات پر تنبیہہ کی گئی ہے کہ اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی آپؐ پر الوہیت کا شبہ نہ کرے۔

ان کو تو ہم نے دکھلا دیا اور ہم بالذات سمیع و بصیر ہیں اور سمیع و بصیر کہنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس میں معراج کے جھٹلانے والوں کیلئے وعیدیں ہیں کہ ہم تمہاری تکذیب اور مخالفت کو سنتے اور دیکھتے ہیں، اس کی خوب سزا دیں گے۔

برزخی شکلیں۔ اعمال کی حقیقتیں

عالم دنیا کے ہر نیک و بد عمل کی شکلیں عالم برزخ میں ظاہر ہوتی ہیں۔

بے نمازیوں کا حشر

ایک بدنصیب قوم ہے جن کے سروں کو بڑے بڑے وزنی پتھروں سے کچلا جاتا ہے، اِدھر کچلا گیا، اُدھر صحیح اور سالم ہو گیا، پھر کچلا گیا، بدستور یہی حالت ہوتی چلی جاتی ہے، اس کا سلسلہ بند نہیں ہوتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر حضورؐ نے افسوس کے ساتھ فرمایا، جبرئیل! یہ کون بدنصیب لوگ ہیں انہیں یہ سزا کیوں دی جارہی ہے۔

جبرئیلؑ نے کہا حضرت! یہ وہ لوگ ہیں جو نماز پانچ وقت کی نہیں پڑھتے تھے، جمعہ اور جماعت کیلئے مسجد میں نہیں آتے تھے، جو سر خدا کے سامنے نہیں جھکتا وہی سر یہاں کچلا جاتا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام

کچھ لوگ ننگے بدن ہیں، شرمگاہوں پر دھجیاں سی پڑی نظر آتی ہیں اور ان کی کیفیت یہ

ہے کہ کانٹے، پتھر، انگارے سب کچھ کھا جاتے ہیں، مگر پیٹ نہیں بھرتا!۔اس حالت کو دیکھ کر حضورؐ نے پوچھا جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں اور کس عمل کی ان کو سزا مل رہی ہے۔

جبرئیلؑ نے عرض کیا حضور! یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے، زکوٰۃ کا مال دینے کی چیز نہ دے کر آپ ہی کھالیا کرتے تھے، اس کی سزا میں جو اور انہیں کھانے کی چیز نہیں انہیں کھلائی جارہی ہے، سچ ہے جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

حلال چھوڑ کر حرام پر لپکنے والے

ایک جگہ کچھ عورتیں اور مرد جمع ہیں، ان کے سامنے اچھا نفیس گوشت نہایت عمدہ پکا ہوا رکھا ہے، دوسری طرف کچا، بدبودار گوشت پڑا ہوا ہے، انہیں حکم ہوتا ہے کہ نفیس گوشت کھاؤ مگر وہ بدنصیب لوگ عمدہ گوشت چھوڑ کر کچا، سڑا ہوا، بدبودار گوشت کھا رہے ہیں، دریافت کرنے پر حضرت جبرئیلؑ نے کہا یارسول اللہ! یہ وہ مرد ہیں جن کے پاس حلال بیویاں تھیں لیکن حلال چھوڑ کر حرام عورتوں کے پاس راتیں گذارتے۔

اسی طرح یہ وہ خبیث عورتیں ہیں جن کے پاس حلال خاوند ہیں مگر وہ عورتیں اپنے خاوندوں سے بے رغبت ہو کر غیروں سے رغبت اختیار کی تھیں۔ اسی طرح حضورؐ نے ایک اور بھڑکتا، خوفناک گڑھا اور کنواں دیکھا جس میں آگ جوش مار رہی ہے اور آگ کی لپک اور لپٹوں کے ساتھ وہ مرد، عورتیں آگ کے ساتھ اوپر آتے نیچے جاتے جل رہے ہیں اور آگ میں گرفتار ہیں۔ یہ نابکار زناکار ہیں۔ یہ ان کے عذاب کی کیفیت ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

ہنسی اُڑانے والے مسخروں اور ایذا پہونچانے والوں کا انجام

سرِراہ چند لوگ آگ کی سولیوں پر لٹکے ہوئے ہیں، کانٹوں دار درخت کی طرح ان کی حال تھی جو کوئی ان کے پاس سے گذرتا ہے فوراً وہ ان گذرنے والوں کے کپڑے اور سر کے بال نوچ لیتے ہیں، حضورؐ نے فرمایا جبرئیل! یہ کیا؟

فرمایا حضورؐ! یہ وہ لوگ ہیں جو راستے پر بیٹھتے تھے اور راستہ چلنے والوں کو ایذا دیتے تھے، آنکھ سے اشارہ کرتے تھے زبان سے گالیاں دیتے تھے، لوگوں پر ہنستے تھے۔

امانت کا بوجھ نہ اٹھا سکنے والے حریص

ایک شخص کمزور ہے، ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا باندھ کر چاہتا ہے کہ اس بھاری گٹھے کو سر پر اٹھائے مگر اٹھایا نہیں جاتا تو وہ بجائے لکڑیوں کو کم کرنے کے لکڑیاں اور زیادہ کرتا جاتا پھر اٹھانا چاہتا ہے اسی طرح ہر دفعہ وزن زیادہ ہی کرتا جاتا ہے۔ جبرئیلؑ سے پوچھا گیا تو فرمایا حضورؐ! یہ وہ خیانت کرنے والا شخص ہے جو تھوڑی سی امانتوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا تھا مگر وہ اور امانتوں کو زیادہ کرنے کی کوشش کرتا تھا آخر اسی حال میں وہ ہلاک ہوگیا یہ ایسا حریص تھا، مال جمع کرتا، حقوق ادا نہ کرتا، اور مال زیادہ کرنے کی حرص کرتا تھا، یہ اس کا حال اور انجام ہے۔

ظلم وستم ڈھانے والے

کچھ لوگوں کے منہ، زبان اور ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، فرمایا یہ کون؟ کہا کہ حضورؐ! یہ لوگ حاکموں کو رعایا کی طرف سے جھوٹی خبریں پہونچا کر لوگوں پر ظلم کراتے تھے۔

گمراہ کن واعظین

بعض لوگوں کے حلق چیرے جا رہے ہیں، منہ پر چھریاں ماری جا رہی ہیں، پوچھا گیا کہ یہ کونسے قصوروار ہیں، کہا کہ حضورؐ! یہ وہ واعظین ہیں جو لوگوں کو وعظ کہتے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے، ظلم کرنے، ظلم کرانے والوں اور گمراہ کن واعظین کا یہی انجام ہے۔

فاسد الکلام شخص کا حال

ایک چھوٹے سوراخ میں سے بڑے موٹے بیل باہر نکل کر پھر اسی سوراخ میں واپس جانا چاہتے ہیں لیکن جا نہیں سکتے، حضورؐ نے فرمایا یہ کیا قصہ ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ اس شخص کی مثال ہے جو چھوٹے منہ سے بڑی بات نکالتا ہے۔ ایک کلمہ جو بظاہر چھوٹا سا نظر آتا ہے مگر فساد کا ذریعہ ہو جاتا ہے وہ شخص نادم ہو کر کلمہ واپس لینا چاہتا ہے مگر واپس نہیں لے سکتا۔

سودخوروں کا انجام

آپؐ کو ایک قوم نظر آئی جن کے پیٹ برجوں کی طرح بڑے ہیں اور شیشے کی طرح، پیٹ کے اندر سانپ اور بچھو دوڑتے نظر آرہے ہیں، ان کو کاٹ رہے ہیں، ہاتھوں میں آگ کے طوق، پاؤں میں آگ کی بیڑیاں پڑی ہیں جب کوئی ان میں سے اٹھنا چاہتا ہے تو پیٹ کے بوجھ سے فوری گر پڑتا ہے۔ تھوڑی دیر میں ایک مہیب شکل کا گھوڑا ان کے پیٹوں کو کچل دیتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ روتے، چیخیں مارتے، واویلا مچاتے ہیں، اور بھی طرح طرح کا عذاب ان کو گھیرے ہوئے ہے۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا جبرئیلؑ! یہ کون لوگ ہیں!۔ انہوں نے عرض کیا حضرت! یہ سود خور ہیں جو قیامت تک عالم برزخ میں اسی عذاب میں مبتلا رہ کر قیامت میں اسی صورت میں اُٹھیں گے جس طرح سودخوروں کا خیال زیادہ سے زیادہ سود لینے کا ہوتا ہے اسی طرح ان کے پیٹوں کو وسیع کردیا جاتا ہے اور ان کا جی سود در سود لے کر بھی نہیں بھرتا تو نیت کے انداز سے ان کے پیٹ برجوں کی طرح بڑے کر دئے اور سود کا پیسہ جو انہوں نے کمایا وہ سانپ اور بچھو بنا کر ان کے پیٹوں میں بھر دیا گیا ہے۔

مال کو ظلماً کھانے والے

ایک جماعت ہے ان کے منہ اونٹوں کی طرح ہیں اور فرشتے ان کا منہ چیر کر بڑے بڑے انگارے ان کے منہ میں ڈال رہے ہیں وہ انگارے ان کے حلق سے اتر کر پاخانے کے راستے سے باہر نکلتے ہیں اور سخت عذاب میں مبتلا ہیں، پوچھے جانے پر جبرئیلؑ نے کہا جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ گویا انگارے بھرتے ہیں یہ لوگ قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

بدکار عورتوں کا انجام

آگے بڑھے کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ عورتیں جن کی چھاتیاں لٹک رہی تھیں اور آگ کے

کوڑے ان پر برسائے جارہے تھے، پوچھا گیا کس جرم کی سزا ہے تو بتایا گیا کہ جو عورتیں ناجائز تھیں یا جن سے نکاح حرام تھا ان کو نکاح میں رکھے، اور وہ بدکار عورتیں جو حرام کے بچے جن کر انہیں قتل کردیا کرتی تھیں۔

غیبت کرنے والے

کچھ لوگ ایک جگہ جمع ہیں، فرشتے ان کے جسموں کا گوشت کاٹ کر انہیں کو کھلاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں جس طرح تونے دنیا میں اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا تھا اس کی سزا میں آج تمہیں اپنا ہی گوشت کھانا پڑے گا، پوچھے جانے پر کہا گیا کہ یہ غیبت کرنے والے روحانی خبیثوں کا انجام ہے۔

شرابیوں کا حشر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آگے بڑھا، ایک جماعت کو دیکھا جن کا منہ کالا، اور آنکھیں نیلی ہیں، نیچے کا ہونٹ زمین پر گھسیٹتا ہے، اوپر کا ہونٹ ان کے سر پر رکھا ہوا ہے، پیپ، اور لہو ان کے منہ سے جاری ہے، بدبو پھیلی ہوئی ہے، آگ کے پیالوں میں دوزخ کا کھولتا ہوا پیپ، لہو، زبردستی ان کو پلایا جارہا ہے اور یہ لوگ گدھوں کی طرح آواز نکال رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے عرض کیا یہ ناپکار سیندھی شراب پینے والے ہیں۔

جھوٹے گواہ

آگے چل کر کچھ لوگوں کو دیکھا منہ سوّر کی طرح، زبانیں پیٹ پر لٹک رہی ہیں، جبرئیلؑ نے بتایا کہ یہ جھوٹی گواہی دینے والے لوگ ہیں۔

ستانے والوں کا عذاب

پھر ایسے لوگوں پر گذر ہوا جن پر آگ کے کپڑے ہیں، کوڑے مارے جارہے ہیں،

کتوں کی طرح روتے ہوئے چیخیں مار رہے ہیں، دریافت کیا گیا تو جبرئیلؑ نے بتایا کہ یہ شوہروں کو ستانے والی عورتوں کا انجام ہے، اور عورتوں کو ستانے والے مردوں کا انجام ہے، اور اُس شخص کا بھی برا انجام ہے جو اپنی کئی بیویوں کے درمیان انصاف نہیں کرتا تھا۔

ماں باپ کو ستانے والے بد بخت

حضورؐ جب آگے بڑھے ایک جماعت نظر آئی، آگ میں جلایا جارہا ہے، نکالا جارہا ہے، زندہ کیا جارہا ہے، پھر جلایا جارہا ہے۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ ماں باپ کو ستانے والے اور جلانے والے خود آگ کے عذاب میں مسلسل جلتے رہیں گے۔

قاتلوں اور خونیوں کا انجام

پھر کچھ لوگوں کو دیکھا کہ فرشتے انہیں چھریوں سے ذبح کر رہے ہیں اور ان کے حلقوں سے نہایت بدبودار سیاہ خون نکل رہا ہے، یہ لوگ مر کر پھر اسی وقت زندہ ہو جاتے ہیں اور پھر ذبح کردئے جاتے ہیں، پوچھا جبرئیلؑ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ ناحق قتل کرنے والوں اور بے جا خون بہانے والوں کا انجام ہے۔

غرور و تکبر کرنے والوں کا حشر

آگے بڑھے، پھر چند لوگوں کو دیکھا، پہاڑوں کے برابر دو پتھروں کے درمیان انہیں پیسا جارہا ہے، حضرتؐ نے دریافت فرمایا یہ کیا اور کون؟ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا یہ مغرور اور متکبر لوگ ہیں، قیامت تک ان کا غرور اسی طرح توڑا جاتا رہے گا۔

سود خوروں پر آگ کے کوڑے

آپؐ نے ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے جسم کے سوراخوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں، ان پر بھاری فرشتے آگ کے گرز لے کر مسلط ہیں، ایسے آگ کے ستون کہ پہاڑوں پر رکھ دئے جائیں تو پگھل جائیں بس ان سے عذاب دیا جارہا ہے، پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا یہ منافقین ہیں اور یہ اُن کا انجام ہے۔

بدنصیب عبادت گذار

آگے چل کر دیکھا کہ کچھ لوگ ڈول کنویں میں ڈالتے ہیں اور بڑی محنت سے کھینچتے ہیں، مگر وہ ڈول اوپر خالی آجاتا ہے، ایسا ہی کرتے ہوئے عذاب میں مبتلا ہیں، حضرتؐ نے ارشاد فرمایا یہ کون؟ عرض کیا ریا کار عابدین جن کے عمل ثواب سے خالی ہوں گے۔

عمل اور جزاء

ایک قوم کھیتی کرتی ہے اِدھر ہل چلایا، بیج بویا، اُدھر کھیت پختہ ہوکر تیار ہوا اور فوراً کٹا، غلّہ کا ڈھیر لگ گیا، آپؐ نے کہا یہ کیا ماجرا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے راستے میں جان و مال، اسباب و روپیہ خرچ کرتے ہیں، ان کے اعمال کے ثواب اور نیک اعمال کی ترقی اور جزاء کی یہ صورت و مثال ہے، کھیتی ان کی کبھی ختم نہیں ہوگی، اور ہمیشہ ان کو اس کی جزاء ملتی رہے گی۔

رَبِّ اَرِنِیْ کی درخواست دو انبیاء علیہ السلام نے کی۔ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام، دوسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ اپنے کلیم کو لن ترانی کے ذریعہ نفی میں جواب دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چار ذبح کردہ پرندوں کو زندہ کر کے دکھلا دیا۔

اس فرق کو علماء نے یوں بیان کیا ہے کہ خلیل و کلیم دونوں بھی صفات میں شفاف آئینے تھے، خلیلؑ نے صفت کو دیکھنے کی درخواست کی، ذات کو تو وہی دیکھے جو مظہر ذات ہو اور بصارت محمود یہ ہی خداداد ہمت نظارہ کا مظاہرہ کر رہی ہے، گویا اس قرآنی کیفیت میں شوق دید کا بیان بھی ہے۔ آپؐ نے جنت کو قدمبوسی کا شرف بخشا، گویا جنت کی معراج ہے، عرش پر رونق افروز ہوئے تو یہ عرش کی معراج تھی۔ قاب قوسین کی منزل میں قرب الٰہی کا اعزاز یقیناً یہ آپ کی معراج تھی۔

انبیاء کرام علیہم السلام، تحیات، کلمات خیر کے ساتھ بارگاہ قدس کے محترم مہمان کا استقبال کیا۔ سورۃ عروج و نزول کا مقام اتصال ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے، پھر آپؐ نے جنت وجہنم کا مشاہدہ کیا، پھر اس مقام سے گذر ہوا جہاں پر قلم قضا وقدر کی تحریر کرتا ہے اور لکھنے کے وقت قلم کی آواز صاف سنائی دیتی ہے۔ یہ منزلت سدرۃ المنتہیٰ کے بعد ہے، یہاں سے حجابات کا سلسلہ ہے جنہیں طئے کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ سبوح وقدوس میں شرف باریابی کیلئے آگے بڑھے اور سبز مخملی مسند کی سواری زخرف کو زینت بخشی اور بارگاہِ قدس وجلال ونول میں حاضری کا شرف پایا، قرب الٰہی کی منزل میں محبوبؐ نے نور اعظم دیکھا حریم قرب میں جمال سے مثال کا مشاہدہ کیا اور بلا واسطہ کلام حق سے مشرف ہوئے۔ جلوہ گاہ قدس میں مشاہدہ جمال، دولت دیدار کا شرف، وحی ایزدی کی کیفیات کو کوئی کیا سمجھ سکتا ہے، عقل وشعور کی جہاں تک رسائی نہ ہو، اس حقیقت کو کس طرح زبان وقلم بیاں کر سکتے ہیں۔

بیت المقدس کے دروازے پر جو سیڑھی لگائی گئی اس کی ایک پٹری سونے کی، دوسری چاندی کی، اور ان پر جواہرات سے جڑا ہوا کام کیا ہوا تھا، جس پر سے بنی آدم کی ارواح بعد موت چڑھتی ہیں، چاہے مسلمان ہو یا کافر، جب دونوں روحیں آسمان کے دروازے پر پہونچتی ہیں تو مسلمان کی روح کیلئے آسمان کا دروازہ کھلتا ہے کافر کی روح کیلئے نہیں، اور مسلمان کی روح اعلیٰ علیین میں لے جاتے ہیں اور کافر کو سجین میں داخل کر دیتے ہیں۔ آپ کو سیڑھی سے لے کر حضرت جبرئیلؑ اوپر چڑھے اور آسمان دنیا کے دروازے تک پہونچے اس دروازے کا نام باب الحفظہ ہے۔ اس دروازے کا داروغہ اسمٰعیل نامی فرشتہ ہے، ستر ہزار فرشتوں کا افسر ہے۔ ان ستر ہزار میں سے ہر ایک فرشتے کے ماتحت ستر ستر ہزار فرشتے ہیں۔ ان فرشتوں کا داروغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے آج تک ملاقات کا مشتاق تھا۔ حضرت جبرئیلؑ نے دروازہ کھلوایا دربان نے کہا کون؟ جواب دیا میں ہوں جبرئیل! پوچھا آپ کے ساتھ کون؟ جبرئیلؑ نے کہا نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج اللہ نے انہیں بلایا ہے۔

گاہ آنکھوں سے لگاتا تھا ردا گہہ دامن   اور کبھی کہتا تھا قدموں پر جھکا کر گردن
مرحبا سید مکی مدنی العربی   دل و جاں با دفدایت چہ عجب خوش لقبی

آسمانوں کے سارے فرشتوں نے ملاقات کی اور اس قدر خوش ہوئے جس کی حد نہیں۔

آمد آمد کی جو افلاک پہ پیہم تھی دھوم عرش ہر مرتبہ بس شوق سے جاتا تھا جھوم
پاؤں رکھتا تھا جہاں ناز سے عین معلوم اس جگہ آنکھ بچھاتے تھے تمنائے نجوم

وجوہ

بیت المقدس دعا کرتا تھا کہ اے اللہ تمام پیغمبروں سے میں مشرف ہو چکا ہوں اب دل میں آرزوئے ملاقات محمدؐ ہے۔اس آرزو اور درخواست کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اس طرح پورا کیا۔

آسمان نے کہا مجھ میں بلندیاں ہیں، زمین نے کہا مجھ میں پستیاں ہیں۔آسمان نے کہا آب نیساں کو بخش دیتا ہوں، زمین نے کہا جس قدر بھی بوجھ مجھ پر ڈالا جاتا ہے سہتی ہوں، آسمان نے کہ مجھ میں انوار ہیں زمین نے کہا کہ مجھ میں اسرار ہیں۔آسمان نے کہا کہ مجھ میں جو کواکب ہیں۔زمین نے کہا مجھ میں رنگ برنگ کے باغ و بہار ہیں۔آسمان نے کہا کہ مجھ میں فرشتوں کے یادالٰہی کی گونج ہے۔زمین نے کہا بلبلوں اور پرندوں کے نغمے ہیں۔

آسمان نے کہا میرا عالم، عالم ملکوت، تیرا عالم، عالم ناسوت! تجھ پر اجسام بستے ہیں مجھ میں ارواح بستی ہیں۔فرشتے مجھ میں، لوح و قلم مجھ میں، بیت المعمور مجھ میں، زمین نے کہا میں مجھ میں محمدؐ آئے۔آسمان کچھ نہ کہہ سکا، مغلوب ہوا، عرصہ دراز تک منتظر تھا، اللہ نے زمین و آسمان کا مرتبہ برابر کرنے آپ کو معراج عطا فرمائی۔

آسمانوں پر کروڑ ہا فرشتے مشتاق دیدار محمدؐ تھے اور خدا سے دعا کرتے تھے کہ ملاقات سے مشرف فرما اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو معراج عطا فرمائی۔

حضرت جبرئیلؑ نے سینہ مُبارک کو چاک کیا، تین مرتبہ زمزم سے دھویا، نور معرفت اور لاکھوں قسم کے انوار بھر دئے، جو جبرئیلؑ بارگاہِ حق سے لائے اور جو کچھ لائے تھے سینہ میں بھر کر دل کو سینہ میں رکھ کر سینہ درست فرمادیا۔جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل معراج میں جانے کیلئے تین مرتبہ زمزم سے دھویا گیا اسی طرح امتی کو معراج المومنین، نماز کیلئے اعضاء کا

دھونا، فرض اور تین مرتبہ دھونا مستحب ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا ارادہ کیا تو جبرئیل نے حوض کوثر کے پانی سے نہلایا، رضوان کوثر کا پانی لئے حاضر ہوئے پھر جنتی لباس پہنایا گیا، نورانی عمامہ سر پر باندھا گیا۔ بجائے گل بوٹوں کے اس پر یوں تھا۔

محمد رسول اللہ - محمد نبی اللہ
محمد خلیل اللہ - محمد حبیب اللہ

عبا پہنے، چادر اوڑھے جب نکلے تھے گویا

وہ عمامہ کی سجاوٹ، وہ جبین روشن
اور وہ مکھڑے کی تجلّی وہ بیاض گردن
وہ عبائے عربی اور وہ نیچا دامن
دل ربایانہ وہ رفتار وہ بیساختہ پن
مردہ بھی دیکھے تو کرے چاک گریبانِ کفن
اُٹھ چلے قبر سے بے تاب زباں پر یہ سخن
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مرحبا ہمارے سردار مکہ مدینہ والے، عرب کے باعث فخر، ہمارے دل و جان آپ ہر سے قربان، آپ کا نام بھی کیا پیارا نام ہے۔...... گویا پروردگار عالم نے اپنی نورانی مخلوق کو حکم دیا

اے جبرئیل عبادت خانہ سے نکلو!
اے جبرئیل میکائیل خدمت کیلئے تیار ہو جاء!
اسرافیل! صور رکھدو! عزرائیل قبض ارواح بند کرو!
اے فرشتو زمین و آسمان میں نورانی فرش بچھاؤ!
عرش کو لباس قدسی پہناؤ رضوان جنت! جنت لے جاؤ!
حورو! بناؤ سنگھار کرو مالک! دروازے بند کرو

فرشتو! قبروں سے عذاب اُٹھاؤ

اے میرے پیغمبرو! تیار رہو اور اب میرے معزز مہماں کے استقبال کیلئے آگے بڑھو

فرشتو! حبیب کے جلو میں فرشتوں کو لیتے جاؤ

اب جلو میں آپ کے اے شہسوار
یہ فرشتے آئے ہیں ستر ہزار
ہیں مزین نور سے ساتوں ملک
یا نبی یہ ذکر بحر و بر میں ہے
آج مہمانی خدا کے گھر میں ہے

اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ جلد عطا فرمادے کیونکہ اب میرے پاس سامان عیش وآرام کثرت سے موجود ہو چکا ہے۔ میرے پاس بالا خانے اور استبراق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی ہوں گے، اور چاندی سونے کے گلاس اور تشتری، دستہ دار کوزے اور سواریاں، شہد اور پانی و دودھ اور شراب بہت جمع ہو گئے ہیں انکے برتنے والے جلدی بھیج دے

اس کے بعد یہ ارشاد بھی سنائی دیا۔ خوش ہو جا کہ وہ مسلمان مرد، مسلمان عورت تیرے سامان کے برتنے والے ہیں۔ اس کے بعد جواباً یہ آواز سنائی دی کہ میں راضی ہوگئی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیلؑ یہ کون بولتا اور کون جواب دیتا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا۔ حضور! یہ جنت ہے جو اپنے اندر آنے والوں کو طلب کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ بہت جلد تجھے مسلمان دئے جائیں گے۔

کلام دوزخ

اس کے بعد ہی ایک بدبو آئی اور وحشت ناک آواز آئی۔ الٰہی! میرے اندر عذاب کے سامان بہت کچھ جمع ہو چکے ہیں، مجھ میں زنجیریں، طوق، بیڑیاں، شعلے، اور گرم پانی، پیپ اور سانپ اور بچھو بہت کثرت سے ہوگئے ہیں، گرمی بہت تیز ہوگئی ہے۔ جن سے مجھ کو بھرنے کا وعدہ ہوا ہے ان کو بھیج اس کے بعد بھی جواباً یہ آواز سنائی دی، جلدی نہ کر، ہر مشرک اور مشرکہ، ہر کافر اور کافرہ، ہر سرکش و نافرمان، وہ تجھے دے دئے جائیں گے۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا، حضورؐ یہ دوزخ کی آواز ہے جو خدا سے خدا کے دشمنوں کو اور اس کے نافرمانوں کو طلب کرتی ہے جس کے جواب میں خدائے تعالی ارشاد فرماتا ہے، عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ کافر و مشرک، نافرمان تیرے اندر داخل کئے جائیں گے۔

جب حضرت جبرئیلؑ نے دروازہ کھلوایا:

پوچھا جبرئیل سے یوں چرخ کے دربان نے کے مَن؟
قال جبرئیل معی جد حسین و حسن!

گویا آسمان کے اول دربان نے کہا:

قال واللہ لقد جاء بوجہ احسن
اُٹھ کے پھر کھول دیا قفل در چرخ کہن
گفت شوقیکہ بہ دل داشتم اے شاہِ زمن
دل من داند و من دانم و داند دل من
گہ آنکھوں سے لگاتا تھا رداء گہ دامن
اور کبھی کہتا تھا قدموں پہ جھکاکر گردن
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدائیت چہ عجب خوش لقبی

آسمان کے فرشتوں نے ملاقات کی اور بے حد خوش ہوئے۔

جب حضرتؐ پہلے آسمان پر پہونچے تو وہاں ایک بزرگ دراز قد بیٹھے ہوئے ملے ان کے داہنے طرف ایک دروازہ تھا جس سے نہایت خوشبو آتی تھی بائیں ھرف دوسرا دروازہ تھا جس میں سے بدبو آتی تھی، ان کے داہنی طرف کچھ صورتیں نورانی اور ان پر بائیں طرف کچھ صورتیں کالی تھیں، داہنی طرف دیکھتے تو ہنستے بائیں طرف دیکھتے تو روتے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ یہ دروازے کیسے ہیں؟ یہ کیوں ہنستے ہیں اور کیوں روتے ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ حضرت آدمؑ ہیں، داہنی طرف کا خوشبودار دروازہ جنت ہے اور بائیں طرف کا

بد بودار دروازہ جہنم ہے۔ یہ دونوں طرف آپ کی اولاد کی ارواح ہیں وہ روحیں تو اپنے مقام پر ہیں، ان کا عکس یہاں پڑتا ہے جب جنتیوں کی طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوکر ہنستے ہیں اور دوزخیوں کی طرف دیکھتے ہیں تو غمگین ہوکر روتے ہیں۔

تحقیقات

● بیت اللہ سے مسجد اقصیٰ تک جانے تک جانے کی صراحت قرآن میں، اور مسجد اقصیٰ کے اندر جانا، انبیاء سے ملنا، اور انبیاء وملائکہ کی امامت کرنا حدیث سے صراحۃً مذکور ہے۔

● آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جبرئیل کو ایک مرتبہ دیکھنا، سورۂ نجم کی آیت **وھو بالافق الاعلیٰ** میں مذکور ہے، اور دوسری مرتبہ دیکھنا سورۂ نجم کی آیت **ولقد رأہ نزلۃ اخری** میں مصرح ہے اور آسمانوں پر صعود **صراحۃ النص** سے نہیں بلکہ **اشارۃ النص**، تصریحات احادیث سے ثابت ہے اور اس پر اجماع امت ہے۔

● حضورؐ کو معراج بیداری میں جسم کے ساتھ ہوئی کیونکہ لفظ عبد کا اطلاق جسم مع الروح پر ہوتا ہے۔ ● بیت المقدس تک جانے کا منکر کافر ہے۔ اور اس جانے کی تاویل کرنے والا بدعتی ہے اور مسجد اقصیٰ سے اوپر آسمانوں پر جانے کا منکر اور تاویل کرنے والا بھی بدعتی ہے۔

● آنحضرتؐ نے اس شب اللہ کو دیکھا یا نہیں، اس میں سلف وخلف سب کا اختلاف ہے، احتمالات دونوں طرف ہیں، اس مسئلہ میں توقف کا مسلک بہتر اور محتاط سمجھا گیا ہے۔

● اس قدر جلد اور سرعت کس طرح ممکن ہے؟ اس کا جواب یہ ہیکہ بعض سیارے نہایت عظیم ہونے کے باوجود بہایت سریع السیر ہیں اور سرعت کی عقلاً کوئی حد نہیں۔

● آسمان کے نیچے ہوا نہیں اور حرارت شدید ہے۔ جسم عنصری سلامت نہیں رہ سکتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چیز محال نہیں البتہ مستبعد ہے اور مستعبد واقع ہے اسلئے کہ محال نہیں۔ اور بقیہ جتنے شبہات شکی لوگ کرتے ہیں وہ درست نہیں اسلئے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

تنبیہات

● واقعہ عجیب، لے جانا بھی عجیب، سواری بھی عجیب، اس کی برق رفتاری بھی عجیب، اسلئے تنزیہہ وتعجیب کے اظہار کیلئے لفظ سبحان سے آغاز ہوا۔ ● مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جانے کو اسراء اور آگے آسمانوں پر جانے کو معراج کہتے ہیں۔ ● بعبدہٖ کہنے میں یہ فائدہ ہے

کہ قرب وقبول اوراس عظیم وعجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی آپؐ پرالوہیت کا شبہ نہ کر سکے۔ ● لیلاً کہنے سے رات کے ایک حصہ میں پورے واقعہ کا ہونا بتلایا گیا ہے۔ ● مسجد حرام کا اطلاق مطلق حرم پر بھی آتا ہےاس سے مراد لینے سے ابتدائی مرحلہ کی مختلف روایات میں تطبیق آسان ہو جاتی ہے۔ ● اقصیٰ کے معنی دو ہیں۔ چونکہ مسجد اقصیٰ مسجد مکہ سے بہت دور ہے اسلئے اسے اقصیٰ کہا گیا۔ ● عجائبات آپؐ کو لے جائے بغیر بھی ہوسکتا تھا لیکن لے جانے میں اظہار شان اور زیادہ اکرام مطلوب ومنظور تھا۔ ● رات میں اس واقعہ کے ظہور کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ محبت وخلوت، یکسوئی، اور زیادہ خصوصیات کو بتلانے کیلئے مناسب ہوتی ہے۔

● مسجد اقصیٰ کا اسوقت وجود ہی نہ تھا تو پھر وہاں تک جانے کے کیا معنیٰ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عمارت تو تبعاً مسجد ہی ہوتی ہے ورنہ اصالۃً وہ زمین ہی مسجد ہے۔ اس کے بارے میں سوال ممکن ہے یا حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ کے درمیانی زمانے میں منہدمہ صورت کی بھی دریافت وسوال ممکن؟ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بیت المقدس نام کی نام نہاد کچھ عمارتوں کی بابت سوال بھی ممکن ہے۔ ● جب اُس کے آس پاس برکت کا ہونا ثابت ہے تو خود مسجد بذات خود اور مرکز کیسے بابرکت نہ ہوگا۔

احکام مستفاد از واقعات معراج

● شق صدر سے معلوم ہوا کہ مرد کو مرد کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہے۔ ● بیت المقدس پہونچ کر براق کو حلقہ سے باندھنا بتلاتا ہے کہ احتیاط فی الامور اور اسباب کا اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں۔ ● آسمانوں پر سوال من انت و معک کے جواب میں جبرئیلؑ نے نام لیا میں نہیں کہا، اس سے معلوم ہوا کہ گھروں میں گو وہ مردانہ ہی ہو بغیر اجازت داخل نہیں ہونا چاہئے۔ اور معلوم ہوا کہ پوچھنے والے کے جواب میں نام لے ''میں'' نہ کہے کہ وہ تو سب میں ہے۔ اور یہ جواب ناتمام ہے۔ ● ساتویں آسمان پر بیت المعمور قبلہ سے حضرت ابراہیمؑ ٹیک لگائے بیٹھے تھے اس سے معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا جائز ہے اگر چہ بلاضرورت ایسا نہ کرے۔ ● آدمؑ دائیں طرف دیکھ کر ہنستے اور بائیں طرف دیکھ کر روتے، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کا اپنی اولاد کی خوش حالی پر مسرور ہونا اور ان کی بدحالی پر مغموم ہونا ناجائز نہیں۔

● حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہہ کر روئے کہ ان کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جائیں گے یہ رونا اپنی امت پر حسرت اور امت محمدیہ کی کثرت پر تھا، اور بطور غبطہ اور رشک کے تھا، رشک جائز ہے حسد جائز نہیں۔ ● جبرئیلؑ نے رکاب پکڑی، اور میکائیل نے لگام تھامی، اس سے معلوم ہوا کہ کسی مصلحت سے مخدوم سے کام لے یا خادم بطور اکرام و محبت ایسا کرے تو جائز ہے بشرطیکہ تکبر نہ ہو۔ ● یثرب میں، مدین میں، سینا میں، اور بیت اللحم میں نماز پڑھنا ثابت ہے تو معلوم ہوا کہ مقامات شریفہ میں نماز پڑھنا موجب برکت ہے، بشرطیکہ حدود سے تجاوز نہ ہو۔ ● راستہ میں آپ کو حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ نے سلام کیا، اس سے معلوم ہوا کہ اگر راکب عابر کسی جالس راجل کو نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کر سکے تو اس کیلئے افضل ہے کہ راکب و عابر کو سلام کرے۔ ● آپؐ نے بعض اعمال پر جزاء اور بعض پر سزا ملتے دیکھا ہے اس سے بعض اعمال کا قابل ارتکاب ہونا اور بعض اعمال کا قابل اجتناب ہونا ثابت ہوا۔ ● بیت المقدس میں داخل ہو کر نماز پڑھنا تحیۃ المسجد کے مسنون ہونے کا اشارہ دیتا ہے۔ ● بیت المقدس میں آپؐ کا امام بنایا جانا اس بات کو بتلاتا ہے کہ امامت افضل القوم کی افضل ہے۔

● بیت المقدس میں انبیاءؑ نے اپنے اپنے فضائل و محامد کے خطبات دئے اس سے ضرورۃ تحدیث بالنعمۃ محمود ہونا ثابت ہوا۔ ● آپؐ کو پیاس لگی اور وہاں کئی مشروبات پیش کئے گئے، تو معلوم ہوا کہ مہمان کیلئے توسع، بہتر ہے۔ ● اگر مختلف چیزوں کا پیش کرنا امتحاناً تھا تو معلوم ہوا کہ دین میں امتحان لینا بھی جائز ہے۔ ● فرشتے آپ کو گھیرے ہوئے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اکراماً خدام کا گھیرے میں لینا مذموم نہیں۔ ● آسمانوں پر فرشتوں نے انبیاء کو مرحبا کہا اس سے مہمان کا اکرام اور اس کے آنے پر اظہار فرحت مطلوب ہے۔ ● آپؐ نے آسمانوں پر انبیاءؑ کو سلام کیا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اگرچہ آنے والا افضل ہو۔

● آپؐ نے دوسرے انبیاءؑ کے فضائل ذکر کر کے اپنے لئے دعا فرمائی اس سے مقام قرب میں پہونچ کر بھی دعا کی فضیلت معلوم ہوئی۔ ● اُن میں یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ نے آپؐ کو مشورہ دیا کہ تخفیف عدد صلوۃ کی درخواست کیجئے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا امر مطلوب ہے گو جس کو مشورہ دیا جائے وہ اپنے سے رتبہ میں بڑا ہی ہو۔ ● چنانچہ آپؐ نے تخفیف

صلوۃ کی درخواست کی، اس سے معلوم ہوا کہ مفید مشورہ قبول کر لینا محمود ہے۔ • ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ حضرت ام ہانیؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ اس قصہ کو لوگوں سے نہ فرمایئے اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے اظہار سے فتنہ ہوتا ہو اس کو ظاہر نہ کیا جائے۔ • پھر آپؐ کے جواب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس اصل میں تفصیل ہے یعنی جو امر دین میں ضروری نہ ہو، اس کو ظاہر نہ کیا جائے اور ضروری میں فتنہ کی کچھ پرواہ نہ کی جائے۔ • اُن میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ سے بیت المقدس کے حالات پوچھے جس سے غرض یہ تھی کہ میری تصدیق کرنے سے کفار وثوق کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ مکالمات اہل حق و حق باطل کے وقت تائید حق کیلئے گفتگو میں ظاہراً مخالف کا طرفدار بن جانا بھی جائز ہے۔

گفتگو عرش پر

• التحیات کی طرح اٰمن الرسول الخ بھی عرش پر کی گفتگو ہے جو بعد میں جبرئیلؑ کے ذریعہ اُتری، آنحضرتؐ کی تعریف میں اللہ نے کہا اٰمن الرسول بما انزل الیه من ربه، رسول کا ایمان، ایمان شہودی اور عین الیقین ہے، تو حضورؐ نے عرض کیا، والمومنون، اور مسلمانوں کا ایمان میرے بھروسہ پر میرے کہنے سے مثل ایمان شہودی کے ہے اور عین الیقین کی طرح ہے۔

• جب اللہ نے آمن الرسول کہہ کر رسول کی توصیف کی تو المومنون کہہ کر حضورؐ نے ہم کو بھی مدح میں شریک فرمایا پھر خود ہی توصیف کی اور فرمایا کل اٰمن باللہ یعنی ہر ایک کا ایمان فقط اللہ پر ہے، کافروں کی طرح کسی قسم کا شرک نہیں کرتے، اور مسلمانوں کا ایمان فرشتوں پر بھی (جیسے کہ وہ ہیں) اور کتبہٖ اور کل آسمانی کتابوں پر ایمان ہے، (جیسا کہ شریعت کے احکام ہیں) ورسلہٖ یعنی سب پیغمبروں پر ان کا ایمان ہے، یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح نہیں کہ کسی پیغمبر کو مانا کسی کو نہ مانا، مسلمانوں کا ایمان لانفرق بین احد من رسلہٖ یعنی ہم اس کے پیغمبروں میں تفریق نہیں کرتے کسی کو چھوٹا اور کسی کو بڑا نہیں سمجھتے۔

• وقالوا سمعنا وطعنا یعنی ہم تیرے احکام سنتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں اور آپ ہماری جو تعریف کر رہے ہیں اس پر مغرور نہیں ہوتے۔ بندگی کا اقرار کرتے ہیں، غفرانک ربنا یعنی اے ہمارے پروردگار ہم تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں پھر

امت نے کہا والیک المصیر اے اللہ ہم کو تیری ہی طرف ملٹ کر آنا ہے ہم کو پاک اور آرام سے لے چل اور ناپاک و آلودہ مت لے چل، آگے اللہ کا ارشاد ہوتا ہے اے میرے نبیؐ کے امتیو گھبراؤ نہیں۔لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا یعنی میں تم کو تمہاری طاقت سے بڑھ کر کسی کام کا حکم نہیں دونگا۔ میرے بندو! میرا کیا فائدہ ہے۔لھا ما کسبت وعلیھا ما کتسبت یعنی اگر اچھا کروگے تو تمہارے واسطے اچھا ہے اور اگر برا کروگے تو تمہارے لئے ہی برا ہے۔اسکے بعد اللہ نے کہا آج کی رات عطا کی رات ہے، مانگو میرے محمدؐ! میں دیتا ہوں، حضورؐ دعا کرنے لگے۔

● ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا یعنی اے میرے پروردگار، ہماری بھول چوک پر گرفت مت کر۔ اللہ نے کہا میرے محمدؐ! امت کی بھول چوک معاف!

● حضورؐ نے عرض کیا ربنا ولا تحمل علینا اصراً کماحملته علی الذین من قبلنا یعنی اگلی امتوں پر جو تو نے بار ڈالا تھا، اور ان کی شریعت کو سخت بنایا تھا ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈال اور ہماری شریعت کو آسان بنا۔

● گناہ کو پیشانی پر لکھنے سے بچالے۔

● خودکشی اور آگ میں جلنے سے بچالے

● نجس کپڑا کاٹ دینا پڑتا تھا، والدین کو گالی کی سزا قتل تھی، جھوٹی گواہی کی سزا قتل تھی، مسجد کے سوائے نماز کہیں نہیں ہوتی تھی، تیمّم جائز نہیں تھا، زکوۃ ایک چوتھائی ادا کرنا پڑتا تھا، روزوں کے دنوں کے ساتھ راتوں میں بھی روزہ رکھنا پڑتا تھا، ربنا ولا تحملنا ماطاقة لنا به واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین اے اللہ ہماری طاقت سے بڑھ کر بوجھ ہم پر نہ ڈال، تیری مرضی کے خلاف ہوئے کاموں کو معاف فرمادے، اور پردہ پوشی بھی فرمادے، اور پردہ پوشی بھی ہوگئی تو اس کے بدلے تکلیف میں مبتلا نہ فرما راحت عطا فرمائیے۔

●واعف عنا پر یعفو عن کثیر فرمایا۔استغفار پر ان اللہ یغفر الذنوب فرمایا۔ ارحمنا پر وکان بالمومنین رحیما فرمایا۔انت مولنا پر ذالک بأن اللہ مولی الذین آمنوا فرمایا فانصرنا علی القوم الکافرین پر کان حقا علینا نصر المومنین فرمایا۔

واپسی عرش سے

جب عرش سے واپسی ہونے لگی تو فرشتے منتظر تھے، انہوں نے گھیرلیا، اور حق تعالیٰ کا اشارہ پاکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اہم سوالات کئے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا جواب دیا۔

• حضرت اسرافیل علیہ السلام آگے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کفارات یعنی گناہوں کو مٹانے والی چیزیں کونسی ہیں؟ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں:

(۱) **اسباغ الوضوء فی البردات** یعنی گرمی کے موسم کی طرح جاڑے کے زمانے میں بھی اعضاءِ وضو کو پانی اچھی طرح پہونچانا اور مکمل وضو کرنا۔

(۲) **مشیٔ الأقدام الی الجماعات** یعنی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کیلئے مساجد کو چل کر جانا۔

(۳) **انتظار الصلوۃ بعد الصلوٰت** یعنی نمازوں کے بعد پھر نماز کا اہتمام وانتظار کرنا۔ (نوٹ: یہ تینوں مذکورہ چیزیں گناہوں کو مٹانے والی ہیں۔)

• پھر حضرت میکائیل علیہ السلام آگے بڑھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! درجات کو بلند کرنے والی کون کونسی چیزیں ہیں؟ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین چیزیں ہیں:

(۱) **اطعام الطعام** یعنی مسافروں، غریبوں اور مستحقین اور ضرورتمندوں کو اپنی حیثیت کے موافق کھانا کھلانا۔

(۲) **اِفشاء السلام** یعنی اپنوں اور بیگانوں کو السلام علیکم کہہ کر سلام کرنا۔

(۳) **الصلوۃ بالليل، والناس نيام** یعنی ایسے وقت جبکہ لوگ سوتے ہوئے ہوں قیام لیل کرنا، یعنی تہجد کی نماز ادا کرنا۔ (نوٹ: یہ تینوں مذکورہ امور درجات کو بڑھانے والے ہیں)

• حضرت جبرئیلؑ نے پوچھا نجات دلانے والی کون کونسی چیزیں ہیں؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں:

(۱)خشية الله فی السر و العلانية یعنی ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہنا کھلے ہو یا چھپے، تنہائی ہو یا مجمع میں۔

(۲) القصد فی الفقر و الغنی یعنی درویشی اور تونگری دونوں صورتوں میں میانہ روی اختیار کرنا۔

(۳)العدل فی الغضب و الرضا یعنی رضامندی کی حالت ہو یا غصہ کی حالت، ہر حال میں انصاف کرنا۔

● پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام آگے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مہلکات یعنی ہلاک کر دینے والی کون کونسی چیزیں ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں:

(۱)شح مطاع بخیلی جو اپنے میں ہے اس کی اطاعت کی جائے۔

(۲)ھو ی متبع یعنی خواہش نفسانی کی پیروی کرنا۔

(۳)اعجاب المرءِ بنفسہٖ یعنی خود پسندی یعنی اپنے آپ کو اچھا سمجھنا۔ یہ تینوں مذکورہ چیزیں مہلکات یعنی ہلاک کر دینے والی چیزیں ہیں۔

اس کے بعد اور کچھ نصیحتیں بھی فرمائیں اور اللہ کا ارشاد ہوا میرے محمد! میری نصیحتیں اپنی امت کو پہنچایئے۔

نصیحت نمبر ﴿۱﴾

جب کوئی غم پیش آئے تو مجھے یاد کرو میں اس وقت جان سے زیادہ تمہارے نزدیک تر ہوں، محمد جیسا محبوب نزدیک ہو تو غم نہ کرنا چاہئے۔

نصیحت نمبر ﴿۲﴾

مظلوم کی بددعا سے ڈرو اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ مظلوم کی دعا مقبول ہوتی ہے

نصیحت نمبر ﴿۳﴾

مصائب پر صبر کرو، کسی سے دشمنی مت مول لو، تکبر سے بچتے رہو۔

نصیحت نمبر ﴿۴﴾

دنیا پر دھوکہ نہ کھاؤ، اس کو ہمیشہ رہنے کی جگہ نہ سمجھو، دنیا پر کبھی فخر نہ کرو، یہ دنیا ڈھلتی سایہ کی طرح ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الٰہی!

میں تیری ہی عبادتکرتا ہوں، تجھ ہی سے ڈرتا ہوں، تجھ ہی سے امید رکھتا ہوں اور میں یقین سے جانتا ہوں کہ تو میرا پروردگار ہے اور تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور تو نے ہی مجھے عزت دی اور نبی بنایا میں تیری ان نصیحتوں پر ضرور عمل کروں گا، اور میری امت کو بھی ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی ضرور تاکید کروں گا۔

نصیحت نمبر ﴿۵﴾

اللہ نے ارشاد فرمایا ہماری یہ نصیحت بھی ہے کہ نماز وقت پر ادا کیا کریں۔

نصیحت نمبر ﴿۶﴾

اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہمیشہ پابندی کیا کریں کیونکہ دین کا قیام اسی پر ہے۔

اس کے بعد واپسی کی اجازت ہوئی۔ حضرتؐ نے عرض کیا الٰہی مجھے اب دنیا میں پھر مت بھیج مجھے یہی رہنے دے۔ حکم ہوا میرے دوست مجھے آپ کی امت کا بہت خیال ہے اگر آپ یہاں رہیں گے تو ان کی ہدایت کون دے گا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جسمانی معراج ہوئی اور کئی مرتبہ روحانی معراج!

اس کے بعد حضورؐ نے عرض کیا الٰہی میں نے جو کچھ دیکھا ہے اگر میں اپنی امت سے کہوں گا تو اس کا اعتبار کون کرے گا، حکم ہوا میرے محمد! جاؤ ہمارا ابوبکر آپ کی تصدیق کرے گا، حضرتؐ جب رخصت ہونے لگے تو فرمایا چلے محمدؐ چلے۔ جبرئیلؑ کی درخواست پیش نہیں کرتے؟ عرض کیا الٰہی بھول گیا تو بڑا علام الغیوب ہے۔ جبرئیلؑ کی درخواست ہے کہ کل

قیامت میں پل صراط پر میری امت کیلئے اپنے پر بچھائیں تا کہ میری امت پل صراط کی تلوار سے تیز بال سے باریک پل صراط پر چلنے کی مصیبت سے بچے۔ حکم ہوا کہ یہ سب کیلئے قبول نہیں۔ ہاں! آپؐ کی امت میں سے اس شخص کیلئے قبول کی جاتی ہے جو آپؐ سے اور کل صحابہؓ سے دوستی رکھے اور آپؐ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرے۔ ان کیلئے پل صراط پر جبرئیلؑ کو پر بچھانے کی اجازت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس جانے لگے تو رف رف اور براق ہاتھوں ہاتھ آپ کو واپس لے چلے، ظاہر ہے ملائکہ کو جدائی کا صدمہ ہوا ہوگا۔ واپسی پر آپؐ اُم ہانیؓ کے مکان پر تشریف لائے اور حضرت جبرئیلؑ اپنے مقام پر چلے گئے۔

وہ صلوۃ بھیج احمد صمد ــــــ جو ہو بے عدد نہ ہو جس کی حد
لگے کہنے صل علی ملک ــــــ ہوا شہرہ اُن کا بلد بلد
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ ــــــ حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ والہ